

نظام تعلیم کی اصل بنیاد کیا ہونی چاہیے؟

لحمده و نصلی علی رسولہ الکریم لعن ابی ہریرۃ ان رسول صلعم قال اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثة اشياء من صدقة جاریة او علم ینتفع منه او ولد صالح یدعو الہ (ابی داؤد ج ۲)

محترم حاضرین! گزشتہ جمعہ حدیث مذکورہ کے ضمن میں مکافات عمل اور صدقات جاریہ کے بارے میں چند معروضات ذکر کئے تھے جن کا نچوڑ یہی تھا کہ مرنے کے بعد جن اعمال کا اجر و ثواب بدستور جاری رہتا ہے۔

نیک اور صالح اولاد:

ان میں ایک اہم اور بڑا وسیلہ و ذریعہ نیک و پاکر دار اولاد جو والدین کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے دعوات کو اپنا وظیفہ حیات بنادیں اولاد کی یہی قسم انبیاء کی اس دعا کی ”کہ اے رب ہم کو آپ عطا فرما اپنی طرف سے نیک اولاد آپ ہی دعاؤں کا سننے والا ہے“ کا حقیقت میں مصداق بنے گی لیکن یہ یاد رکھیں کہ اولاد کے اس اعلیٰ منصب پر فائز ہونے میں سب سے زیادہ عمل دخل والدین ہی کا ہے کہ پیدائش کے بعد ان کی پرورش کس انداز میں کی۔ جس کے نتیجہ میں یہ صدقہ جاریہ بن سکتے ہیں یا الٹا والدین بھی ان کی وجہ سے ابدی عذاب میں خدا نخواستہ مبتلا ہوتے ہیں

فقتوں کی پیلخار:

تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ قرب قیامت کے جن علامات اور فقتوں کے پیلخار کا جو ذکر احادیث مقدسہ میں ہو چکا ہے۔ ان کا عروج ہے کوئی گلی محلہ گاؤں اور شہر ایسا نہیں جو عذاب کا سبب بننے والے گمراہی و اسباب گمراہیوں سے خالی ہے گویا گناہوں کی طرف دعوت اور رغبت دلانے والے اسباب کا طوفان اور پیلخار ہے۔ بڑے بڑے اپنے آپکو باہمت اور اصحاب استقامت سمجھنے والوں کا اس طوفان کے سامنے بند باندھنا تو دور کی بات ہے صرف اپنے اور اپنی اولاد و اہل خانہ کو محفوظ رکھنا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، تا قیامت باقی رہنے والے اور تمام حالات میں نافذ العمل شریعت یعنی دین مصطفوی ﷺ کے سرمدی و ابدی ایسے بنیادی اصول و قواعد مقرر فرمائے جس سے بچنے کی

شخصیت کا ارتقاء و تعمیر کیلئے ان اصول و احکامات پر عمل کرنے سے عقیدہ و اخلاق اور حسن معاشرہ جیسے خصائص کا پیدا ہونا آسان ہو جاتا ہے۔

اولاد کی تربیت اور والدین کا کردار:

جیسے کہ بار بار عرض کرتا چلا آ رہا ہوں کہ اولاد جو دنیا کی نعمتوں میں اعلیٰ ترین نعمت ہے، کارآمد تب ہوگی جب ان کے تربیت کرنے والے بھی شریعت کے اعلیٰ صفات کے حامل ہوں، مثلاً ان کا فعل اس کے قول کے مطابق ہو، بچوں کو منکرات اور لغویات کے ارتکاب سے منع کرنے کا درد تو بار بار کر رہے ہیں مگر ان کے سامنے خود ایسے اعمال پر کاربند ہوں جو فحاشی، عریانی و لہو و لعب سے بھرپور ہوں اور اولاد نے توقع رکھیں کہ یہ پاکباز والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک، ان کی خدمت گزار اور ان کیلئے دعا گو ہوگی، اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے علاوہ کچھ نہیں۔ اگر خود صوم و صلوة، جماعت سے نماز پڑھنے کا پابند، مامورات پر عمل کرنے والا منکرات سے بچنے والا، اپنے سے عمر میں بڑے بزرگوں کی عزت کرنے والے اور کم عمر افراد سے شفقت و محبت کرنے والے ہوں تو بچوں کے اذہان پر بھی ان ہی اخلاق حسنا و راتیازی اوصاف کا اثر ہوگا، اپنے پیدائشی فطرت کے مطابق نشوونما کے ایک پاکیزہ اور دینی لحاظ سے عمدہ معاشرے کا فرد بن جائے گا۔ دینی زندگی میں بھی خوش قسمت اور اخروی زندگی میں بھی خوش نصیبوں کے زمرہ میں شامل ہو کر والدین کے لئے صدقہ جاریہ بن جاتا ہے۔

جب اولاد میں شعور پیدا ہو:

اس کے لئے والدین کا اولین فریضہ یہ کہ بچے جب شعور اور سمجھداری کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے ایمان اور عقیدہ کی پختگی کے لئے ان کا رشتہ قرآن مجید سے جوڑنے کی کوشش کی جائے۔ جس کے لئے ابتداء میں ناظرہ قرآن اور قرآن کا پڑھنا سیکھنے کا اہتمام ضروری ہے، لڑکا ہو یا لڑکی، والدین مسلمان گھر کے تمام افراد مسلمان ارد گرد کا ماحول اسلامی، پھر ایک مسلمان کا بچہ یا بچی بڑا ہو کر قرآن پڑھنے سے عاجز ہو تو اس سے بڑھ کر تربیت کنندگان اور اولاد کی دینی اور دینی بد قسمتی اور کیا ہوگی۔ دینی احکامات سے لاعلمی اور غفلت کا نتیجہ ہے آج بھی ہمارے کئی گھرانے ایسے ہیں کہ بچے کے شعور کی حد کو پہنچتے ہی بلا حاصل بے فائدہ الفاظ ان کے زبان پر آنے پر واہ واہ اور خوشی کا اظہار تو کرتے ہیں، مگر اس طرف کوئی دھیان نہیں کہ اگر اس معصوم زبان پر گندے، بے مقصد کلمات جاری ہونے کے بجائے مالکِ حقیقی کا نام یعنی اللہ اور ایسے الفاظ جو ذکر اللہ پر مشتمل ہوں تو اس کرعمری ہی سے ان کے ایمان کی جھلک اور خوفِ خدا کی مضبوط اور خوشگوار عمارت کی تعمیر شروع ہو جائے گی۔

قرآن سے محروم لوگ:

میرا کئی ایسی مجالس میں بعض دوستوں سے ملاقات کا اتفاق ہوا جہاں قرآن کی تلاوت جاری ہو، بعض

حضرات یہ کہتے ہوئے تلاوت سے معذرت کر جاتے ہیں کہ ہم نے قرآن کا پڑھنا سیکھا ہی نہیں۔ اس عظیم نعمت سے محرومی پر بے پناہ افسوس و دکھ ہوتا ہے۔

قرآن کے ربط و تعلق کے ساتھ عمر میں جس قدر اضافہ ہو رہا ہو دین و شریعت کے بنیادی و اہم اور ضروری احکامات و مسائل و مقام و وقت ان کو ذہن نشین کرنا ان پر عمل کرنے اور نہ کرنے کے اجر و سزا سے بھی آگاہ کیا جائے۔ الحمد للہ کہ اب تو دینی مدارس موجود ہیں۔ جو اسلام اور اسلامی نظریات کی حفاظت کے عظیم قلعے ہیں۔ ائمہ مساجد کا لائق تحسین عمل:

مگر اس کے علاوہ ہمارے معاشرہ میں اکثر و بیشتر مساجد کے ائمہ بھی انتہائی قابل قدر ہیں جو اپنی طرف سے اللہ کی خوشنودی کے لئے اپنی ایک ذمہ داری سمجھ کر محلہ کے نابالغ بچوں کو بغیر کسی دنیوی غرض و لالچ کے دن کے کسی حصہ میں ناظرہ و حفظ قرآن سکھانے و پڑھانے کا سلسلہ قائم کئے ہوئے ہیں، کئی نیک بخت یہیں سے قرآن کے پڑھنے سے مالا مال ہو جاتے ہیں، لیکن والدین کے لئے صرف اسی پر انحصار کر کے اپنی ذمہ داری اور مسؤلیت سے فارغ ہونے کا دعویٰ کافی نہیں بلکہ گھر میں بھی اولاد کے لئے تعلیم قرآن کا بندوبست کریں، اسی سے ان کا روحانی و قلبی اور بدنی ربط قرآن سے قائم ہوگا۔

تعلیمی نظام کی اصل بنیاد:

بزرگوں کا قول ہے کہ بچوں کو قرآن کریم کا حفظ کرانے اور قرآن مجید کی تعلیم تمام تعلیمی نظام کی بنیاد ہے۔ کیونکہ یہ دین کے شعائر میں سے ایسا عمل ہے جو عقیدے کو مضبوط اور مستحکم کر دیتا ہے۔ بچپن کا زمانہ فضول لہو و لعب، بے ہودہ ڈرامے بے حیائی پر مشتمل ناولوں، جرائم و رسائل جو ذہنی و اخلاقی بربادی کا ذریعہ بن جاتے ہیں، کے پڑھنے سننے اور دیکھنے کی بجائے سید الانبیاء محمد الرسول اللہ کے زین اقبال، صحابہ، تابعین، اولیاء اور نیک بندوں کے احوال و واقعات سننے، پڑھنے کا عادی بنانا، قرآن و حدیث کی روشنی میں دینی افکار و اعمال سے اپنے عمل اور قول کے ذریعہ آگاہ کرنا، والدین کی عظمت و مقام ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے اطاعت اور بعد از مرگ ان کے رفع درجات کے لئے مغفرت کی دعوات جیسے مسائل ان کے اذہان میں راسخ کرنے سے صدقہ جاریہ کی حیثیت ان کو حاصل ہوگی۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام:

ہم میں سے کئی نا سمجھ دوستوں کی افراط و تفریط کی وجہ سے میں آپ حضرات کو بار بار یاد دہانی کے طور پر عرض کرتا رہتا ہوں کہ اولاد کی تربیت کے بارہ میں یہ معروضات صرف بیٹوں کے لئے نہیں بلکہ بچیوں کے بارہ میں بھی یہی حکم ہے۔ روزمرہ زندگی میں آپ بھی مسلسل دیکھتے چلے آ رہے ہیں کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے تو خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے، بچیوں کی تربیت، تعلیم اور صلاح و فلاح میں اکثر غفلت سے کام لیا جا رہا ہے۔ جو نہ صرف دینی زیادتی

بلکہ آخرت میں والدین سے سخت باز پرس ہوگی۔ قرآنی تعلیمات و احکامات کے جہاں مرد مخاطب اور عمل کرنے کے پابند ہیں، یہی کیفیت عورتوں کی بھی ہے، ماسوائے دو چار احکامات کے جہاں شریعت پر عمل نہ کرنے پر مردوں کا محاسبہ ہوگا، اسی انداز میں عورتوں سے بھی ان کے ایک ایک عمل کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ پھر از روئے اسلام کوئی وجہ نہیں کہ تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں مرد و زن میں تفریق کی جائے، اسلام نے عورتوں کو وہ مقام دیا، جس کا دنیا کی غیر مسلم تہذیبیں تصور بھی نہیں کر سکتیں، دینی و زندگی بھی عزت، عفت، حیا اور پاکدامنی کی اور آخرت میں ان کے مربیوں کا دنیا میں ان کے ساتھ بہترین صلہ و اجر سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس فرمان مبارک میں واضح مذکور ہے۔

خواتین کی تعلیم و تربیت پر اجر و ثواب:

عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من كانت لہ ثلاث بنات او ثلاث اخوات او ابنتان او اختان فاحسن صحبتہن واتقى اللہ فیہن فلہ الجنة (رواہ الترمذی)

ترجمہ: ”حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہن ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا معاملہ رکھے، اور ان کے حقوق کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اس کے لئے جنت ہے۔“

رحمۃ دو عالم ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے: عن ابن عباسؓ ومن عال ثلاث بنات او مثلہن من الاخوات فاد بہن ورحمہن حتی یغنیہن اللہ اوجب اللہ لہ الجنة فقال رجل یا رسول اللہ او نلتین قال نلتین لو قالوا او واحدة لقال واحدة الخ.

ترجمہ: ابن عباسؓ حضور ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص تین بیٹیوں یا انہی کی طرح تین بہنوں کی پرورش کرے اور پھر انکی تربیت کرے اور ان کیساتھ پیار محبت کرے، یہاں تک کہ اللہ انکو بے پرواہ کر دے (یعنی ان کی مزید پرورش کی ضرورت نہ رہے) تو اللہ انکو جنت کا حقدار قرار دیتا ہے۔ ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہی اجر دو بیٹیوں و بہنوں کی پرورش پر بھی ملتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں دو پر بھی یہی اجر ملتا ہے۔ اگر صحابہ ایک بیٹی یا بہن کے بارہ میں پوچھتے تو حضور ﷺ وہی جواب دیتے کہتے کہ ہاں ایک پر بھی یہی اجر ملے گا۔

ان احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضور ﷺ اور دینِ حق نے جس طرح مذکور اولاد کی تعلیم و تربیت، اسلامی شعائر و احکامات سکھانے، حسن اخلاق کے اصول انہا پر زور دیا ہے، بالکل اسی طرح سلوک و رویہ مونث اولاد پر درست رشتہ داروں کے لئے بھی اختیار کرنا ہے، مذکورہ امور میں کسی جنس کو دوسرے پر نہ فوقیت ہے بلکہ اولاد اللہ کی عظیم نعمت ہے، جس میں دونوں برابر ہیں حضور ﷺ نے تو یہاں تک خوشخبری دی کہ جو شخص دو بیٹیوں کی پرورش اور تربیت کرے کہ دونوں جہانوں کو پہنچ کر اپنے اپنے گھروں کو آباد کر لیں تو وہ خوش قسمت قیامت کے دن

اس طرح حاضر ہوگا کہ میں اور وہ بالکل قریب ہوں گے درمیانی اور شہادۃ کی انگلیوں کو ملا کر فرمایا کہ اس طرح آپس میں ملے ہوئے۔ اس سے بڑھ کر قسمت والا کون ہوگا جسے محشر کے اندھناک روز سراپائے رحمت ﷺ سے اتنا قرب حاصل ہو؟ رب العزت مجھے اور آپ کو حضور ﷺ سے اتنے قریب اور رضا کے مقام پر فائز فرمائے۔

بچوں کے مربی جنت میں داخل:

جو بچہ والدین کی صالح تربیت کی وجہ سے والدین کی موت کے بعد اگر ان کے لئے صدقہ جاریہ بن جائے گا وہی مقام اس بچی کا بھی ہوگا۔ جو والدین کی سرپرستی اور بہترین تربیت کی وجہ سے اپنے مریوں کے لئے مغفرت کی طلب گار رہتی ہے لیکن بچی تب والدین کی بخشش کی دعائیں دے گی کہ اس کے ساتھ جاہلیت دور کا سلوک نہ کیا گیا ہو اور نہ بیٹی کو دنیاوی امور میں غیر شرعی طریقہ سے بیٹے پر ترجیح دینے کا مرتکب ہوا ہو، مشفق اعظم ﷺ کا ارشاد ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول الله من ولدت له انثى فلم يندھا ولم يهنھا ولم يؤثر ولده یعنی الذکر علیھا ادخله الله بها الجنة (رواه الحاكم)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہو پھر وہ نہ تو اسے زندہ دفن کرے اور نہ اس سے ذلت آمیز سلوک کرے اور نہ لڑکوں کو اس پر ترجیح دے، یعنی اس کیساتھ ویسا ہی سلوک کرے جیسا لڑکوں کیساتھ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس حسن سلوک کے بدلے اس مربی کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔
آغاز تعلیم لا الہ الا اللہ سے کرو:

محترم بات ہو رہی تھی اولاد کے بارہ میں کہ کون سی اولاد صدقہ جاریہ ثابت ہوگی اپنے والدین کے لئے۔ جیسے عرض کر چکا ہوں کہ اولاد جب تین چار سال کی عمر کو پہنچ جائے گھر ہی میں تعلیم جو مثلاً کلمہ شہادت اور دین کی عام فہم اور آسان مسائل سمجھانے پر محنت شروع کر دی جائے۔ یہاں تو حال یہ ہے کہ اس عمر کو پہنچتے وقت والدین فکر مند ہو جاتے ہیں کہ اس کی زبان کھلتے ہی کسی انگلیش میڈیم ادارہ میں داخل کر کے سب سے پہلے اس کے معصوم و پاک زبان پر کتے، چوہے اور بلی کا نام نگریزی میں آ جائے۔ جبکہ مسلمان کے لئے تو حضور ﷺ نے یہ تعلیم فرمائی ہے۔

عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ افتحوا علی صبیانکم اول کلمة بلا الله الا الله ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرما رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے بچوں کو سب سے پہلے کلمہ لا الہ الا اللہ سکھنے کی تعلیم دو۔

تعلیم کے اثرات: بچے کی فطرت میں نقالی کا مادہ بکثرت موجود ہونے کی وجہ سے جب بار بار اس کے سامنے یہی کلمہ پڑھا جاوے اور اس کے استطاعت کے مطابق اسے سکھنے اور پڑھنے کی کوشش بھی کی جائے، تو بہت جلد اس کی زبان پر ہر وقت یہی کلمہ جاری رہے گا اور اس کا اثر ان کی طبیعت پر ہوگا کہ عمر بڑھنے کے ساتھ

ایمان اس کے دل میں جگہ پکڑ کر اس پر یقین محکم حاصل ہو چکا ہوگا۔ اگر بچپن ہی سے مشنری اداروں اور لادین اساتذہ پر مشتمل تعلیمی اداروں کے حوالہ کر کے خود والدین دینی تربیت سے غافل ہو جائیں تو ایسی اولاد اکثر دین سے بیزار والدین کی نافرمان دینی اقدار اسلام کے بنیادی اصولوں اور اسلامی تہذیب و تمدن سے نہ صرف نا آشنا بلکہ مذاق اڑاتا رہے گا۔ آج یہی کیفیت مسلم گھرانوں کے جدید تعلیم سے آراستہ بچوں میں بکثرت موجود ہے اور اس جرم میں ان کے ساتھ وہ لوگ جن کے ذمہ ان کی پرورش اور دینی تربیت تھی وہ بھی برابر کے شریک ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے

”کلکم راع و کلکم مسؤول عن رعیتہ

”تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔“

اولاد والدین کی رعیت ہے ان کے اصلاح و فساد کے بارہ میں والدین جواب دہ ہوں گی کہ ان کو راہ راست پر چلانے کے لئے کون سی تدابیر اختیار کئے گئے۔

آداب کی تعلیم:

بچوں کو سنن، مستحبات اور اسلامی آداب پر عمل کرنے کا خوگر بنانے کے لئے ان احکامات کے ثمرات و نتائج بیان کرنے کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے مثلاً دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے اور بایاں ہاتھ استنجاء و ناک صاف کرنے کے استعمال میں لائیں۔ کھانے سے پہلے شروع بسم اللہ سے کرنی چاہیے۔ کسی کے گھرا کرہ میں داخل ہونا بغیر اجازت منع ہے۔ سونے اور نیند سے بیدار ہونے کی دعا، مسجد میں داخل اور خارج ہونے کا مسنون طریقہ بمعہ دعا، کسی مجلس میں شامل ہونے سے پہلے اہل مجلس اور راستے میں ملنے والے ہر مسلمان پر سلام، علماء اور نیک لوگوں کے ہم نشینی کے درجات، بری صحبت کے مضر اثرات، جھوٹ اور تہمت لگانے کی مذمت، سچ اور حق بات کہنے کی فضیلت، کمزور و ناتواں کے ساتھ تعاون، بیت الخلاء میں داخل ہونے اور فارغ ہونے کی دعوات، نماز جو کہ دین کا مرکزی و اہم ستون ہے اس کی پابندی کے مفید نتائج اور نہ پڑھنے کے مضر اثرات، حلال اشیاء و امور کے حاصل کرنے کی کوششیں اور حرام سے بچنا۔ انسان حتیٰ کہ حیوانات کو بھی بلاوجہ اذیت نہ دینا، اسلام کے امن و سلامتی کا مذہب ہونے کی تحنیں، حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی اہمیت اجاگر کرنا وغیرہ جیسے احکامات کا بچوں کے سامنے پار بار کہنے سے ان کی ضرورت ان کے دل پر پڑے گا۔ شیر اور گیدڑ کتے اور بلی کے قصے ان کو سنانے سے ان بچوں میں بھی ان جانوروں کی صفات پیدا ہوں گی۔ اس کی بجائے اگر ان کو رحمۃ اللہ علیہ ﷺ، صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین، علماء اقیام، اولیاء، مجاہدین اور شہداء کی شجاعت، اخوة علم و تقویٰ و بہادری اور خوف خدا پر مشتمل قصے اور کارہائے نمایاں سنائے جائیں تو ان کو انہی صفات کو اپنانے کی طرف راغب پائیں گے۔

جب بچے خود کو پہچانتے ہیں: ایک بزرگ عالم دین نے اپنے وعظ کے دوران مولانا رومیؒ کی حکایت نقل

کی ہے کہ ایک چرواہے کو جنگل میں شیر کا بچہ ملا۔ اس نے پکڑ کر اس کی پرورش بھیڑ بکریوں کے ساتھ شروع کی۔ بھیڑ بکریاں عام طور پر بزدل ہوتی ہیں، شیر کا بچہ اس کمزور مخلوق کے درمیان رہنے کی وجہ سے انہی کے صفات بزدلی و نرم خوئی کے رنگ میں رنگ گیا۔ طبیعت و مزاج بھی کمزور جنس کی طرح ہوا۔ ایک دفعہ چشمہ میں پانی پیتے ہوئے اس نے اپنا عکس دیکھ کر معلوم ہوا کہ میں تو بھیڑ بکری نہیں بلکہ شیر کا بچہ ہوں۔ بھیڑ اور شیر کے عادات اور مزاج میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہ محسوس کرنے کے بعد وہ اپنے یعنی شیر کی طبیعت اور جبلت کی طرف لوٹ آیا تو اس نے اسی ریوڑ پر حملہ کر کے سب کو تھس تھس کر دیا، یہی کیفیت بچہ کی بھی ہے اگر اسے بزدل، بداخلاق اور بے دین لوگوں کی صحبت ملی تو ان کے عادات و اطوار کا نمونہ بن جائے گا اگر نیک، دین پرور مٹھنے والے اخلاق پیغمبری سے مالا مال اشخاص کی معیت ملی تو گوہر نایاب کی حیثیت سے سچا پکا اور صحیح العقیدہ مسلمان بن کر والدین اور تمام معاشرہ کیلئے نیک نامی کے ذریعہ گناہوں سے بچنے والا اور نیکیوں کا عادی بن جائیگا۔

صبر و تحمل کی تلقین:

اگر کوئی سرپرست صرف یہ کہہ کر اپنی ذمہ داری سے بری ہونے کی کوشش کرے کہ میں نے تو اپنی اولاد کو صحیح راستہ پر چلنے کی تلقین کئی دفعہ کی مگر وہ راہ راست پر نہ آیا۔ نجات کے لئے کافی نہیں۔ آخرت کا عذاب اور جہنم دنیا کی اذیت اور بربادی سے کئی ہزار گناہ زیادہ ہے جبکہ مالک کائنات کا حکم ہے کہ اپنے آپ اولاد اور اہل خانہ کو ایسی آگ سے بچاؤ جس کا اندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ دنیا کی آگ اور جہنم کی آگ اور بربادی سے کوئی نسبت نہیں۔ اس سے اپنے آپ اور اولاد کو بچانے کے لئے تو ہم لاکھ جتن کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں تو کیا واقعی سرپرستوں نے اولاد کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے وہ وسائل، کوششیں اختیار کیں جو کاوشیں اولاد کو دینی و نکالیف سے بچانے کے لئے کرتے ہیں۔ جبکہ آخرت کے عذاب سے بچانے کے لئے اگر سرورِ حق کی بازی لگانے کا موقع آئے تو اس سے بھی دریغ نہیں کرنا۔ انبیاء صحابہ تابعین صلحاء اور اولیاء کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ ان مقدس ہستیوں نے اپنے زیرِ کفالت افراد کو دین کی پٹری پر لانے کے لئے کتنی مساعی کئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام

کے بارہ میں باری تعالیٰ کا فرمان ہے: **وكان يامر واهله بالصلوة والزكوة**

ترجمہ: حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے گھروالوں کو نماز اور زکوٰۃ کی (ادائیگی) کا حکم دیتے۔

لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کو وصیت:

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کی تربیت اور اصلاح اس انداز میں کی جیسے کہ اللہ جل مجدہ کا ارشاد ہے:

واذ قال لقمن لابنه وهو يعظه يبنى لا تشرك بالله

ترجمہ: جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ نہ بنی لا تشرك بالله

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے برخوردار کو دین حق اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اتِّخِذْ الْاِسْلٰمَ دِيْنًا ۚ وَابْرٰهِيْمُ كَانَ مُسْلِمًا

ترجمہ: اے بیٹے! بیشک اللہ نے تم کو دین منتخب کر دیا ہے، اس لئے تم مسلمان بن کر اس دنیا سے رخصت ہو

یہ وہ طریقے ہیں جسے انبیاء اور قرآن نے وعظ و نصیحت اور تربیت اولاد کے سلسلہ میں اختیار کر کے قیامت

تک آنے والے مسلمانوں کو اپنی اولاد کی اصلاح اسی انداز میں کرنے کی دعوت دی۔

عصری علوم ممنوع نہیں ہیں: اس لمبے بیان کا یہ مطلب نہیں کہ اپنی اولاد کو مکمل عالم بنانا لازمی ہے اور عصری و

دینی علوم سے بالکل محفوظ رکھنا ہے، بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے دنیا میں رہنے کے لئے شرعی حدود میں رہتے ہوئے عصری

علوم سے باخبر رہنا بلکہ اس میں غیر مسلم اقوام سے بڑھ کر مہارت حاصل کرنا لازمی ہے۔ زندہ رہنے اور بدن میں قوت

آنے کے بعد احکامات ربانی کی ادائیگی ہوگی جس کے لئے کھیتی باڑی کرنا اس میں جدید ایجادات و اکتشافات بھی

کرنے ہوں گے۔ صحت حاصل کرنے اور بیماریوں سے بچنے کے لئے طب میں مہارت ضروری ہے۔ اپنے امت

کے دفاع کے لئے دنیا کے نئی ٹیکنالوجی کو اختیار کر کے، ظالم کے ظلم سے بچا جاسکے گا۔ اسلام کہیں بھی ہاتھ پہ ہاتھ

رکھنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ اسلام دشمن عناصر کے اسلام پر کئے گئے شبہات و متعصبانہ اعتراضات کے لئے انہی کی زبان کو

سیکھ کر مدلل انداز میں جوابات دینے کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن ان تمام دینی علوم و فنون کو حاصل کرنے کا تعلق صرف

اسی دنیا تک محدود ہے۔ مسلم معاشرہ کے اولاد پر یہ لازم ہے کہ تمام جائز دنیوی علوم کے اسلحہ سے مسلح ہو کر اپنے خطہ

کو ایک ترقی یافتہ اور کفار و غیبار سے بے نیاز باعزت ایمانی قوت سے بھرپور بہادر و جانثار اسلام کی عزت و عظمت کے

لئے مرنے مٹنے والے افراد کی حیثیت سے اس دنیا میں زندگی گزاریں۔ یہ سب کچھ تب ہوگا کہ والدین ان کے بچپن ہی

سے نشوونما شعور کے دور ہی سے ان کو اسلام کے بنیادی اور اہم عقائد مثلاً توحید، رسالت، انبیاء، صحابہ، والدین، عظمت

قرآن کی تعلیم، امانت و دیانت، سچائی، گناہوں سے پرہیز، نیکیوں پر عمل، پیرا، قیامت، قبر کے سوال و جواب وغیرہ سے ان

کے قلب و دماغ میں دین کی حقانیت اجاگر کر دیں۔ پھر جیسے لوگوں سے ان کا واسطہ زندگی میں پڑیگا۔ جس معاشرہ میں

رہنا ان کی قسمت میں مقدر ہو، صراط مستقیم سے ان کو لادینی کی طرف لانے کا نہ خطرہ رہے گا اور نہ خوف۔ آپ حضرات

نے جب ان کو ایک اچھا اور مثالی مسلمان بنانے میں اس انداز سے کوشش کی تو یہی اولاد آپ کے لئے زندگی میں بھی

خیر کا ذریعہ اور تہارے مرنے کے بعد بھی رفع درجات اور مغفرت کی دعائیں کرنے والا صدقہ جاریہ ثابت ہوگا۔

خالق کائنات ہمیں اور آپ سب کو اپنے بچوں کی اسلامی تعلیم و معاشرہ اور ماحول میں پرورش کرنے کی

توفیق نصیب فرمائے امین۔